OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
July-September-2022
Vol: 7, Issue: 27
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

دور حاضر کی سیرت نگاری اور مغربی رجحانات۔۔۔۔تحقیقی جائزہ

Analytical Study of Sirah-Writings in Present Age and Western Trends

Fozia Fiaz
Assistant Professor, Islamic Studies, University of Sialkot:foziafiaz1@yahoo.com

Abstract

The 19th century has great significance in western society because the trend of Seerah Writing became very favored whereas ideological span remained present between Islam and the West. It is obvious that every religious community showed keen interest in“The personality of Prophet Muhammad(SAW)” in every age. Orientalists are also accustomed to studying the Muslim divine literature. In the beginning of the 17th century, Orientalist Movement worked on a new scholastic strategy through the transmutation and exegesis of Islamic Literature. Their "Empirical Method of research", "Logicalness" and Scientific Experimental way of Analysis have generated doubts and reservations in all Islamic literature, especially in Seerah literature. A prolonged series of "Dante (1265-1321)", "Roger of Wendover (date of death 1236)", "Matthew Paris (1200-1259)", "Martin Luther (1483-1546)", "Ramond Lull (1232-1315)", "Simon Oakley (1678-1720)" has been lasting till the present age. And the Seerah Writing of William Muir (1819-1905), Mont Gomery Watt (1909-2006), Karen Armstrong (date of birth 1944), and Michael Cook (date of birth 1940) also emerged with new phraseology having much influence on a modern man about Seerah literature. In the 19th, century, the western trend of “Seerah writing”has been completely changed. Research methodology and Civilized manners in writing have been noted by the western scholar. As well as concealment of historical truth and distortion the historical events also became the cause of hatred between Islam and the West. There is a great need to reckon with the western Seerah writings in the present age. The question is how to bring actual and auspicious teachings of the "Holy Prophet (peace be upon him)" before the world and how it will be helpful

to abolish abhorrence about Islam and The Holy Prophet (peace be upon him)?

Keywords: Sirah-Writings, Orientalists, West, Last Pophet Muhammad

پیغمبر اسلام ﷺ کی شخصیت پر قلم اٹھانے کا رجحان ہر قوم میں رہا ہے۔بالخصوص علمائے مغرب کی طرف سے انیسویں صدی سے باقاعدہ سیرت نبوی پر تحاریر و تصانیف کا سلسلہ شروع ہوا جو ہنوز جاری ہے۔ ان تصانیف سے جہاں پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت مغربی معاشرے میں مغربی زبان میں دستیاب ہوئی وہیں مغربی معاشرے میں مطالعہ کتب سیرت کا خاطر خواہ رجحان بھی سامنے آیا۔اس مقالے میں مستشرقین کے انداز سیرت نگاری کے مثبت اور منفی ہر دو پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ معاون کتب میں عبدالعلیم احراری کی سیرت نبوی اور مستشرقین، خواجہ احمد فاروق کی اسلام اور مستشرقین، پیر کرم شاہ الازہری کی ضیاء النبی، ضیاء الحسن فاروقی کی اسلام اور مستشرقین، ڈاکٹر عبد القادر جیلانی کی اسلام ،پیغمبر اسلام ﷺ اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، غلام حسین بابر کی رسالت محمدی اور مغرب کا معاندانہ رویہ، سید قاسم محمود کی سیرت نبوی اور مستشرقین،ڈاکٹر ثنا اللہ ندوی کی علوم اسلامیہ اور مستشرقین شامل ہیں۔

مستشرقین کی اسلام کے لئے ادبی خدمات

مغربی علماء جنھیں جدید اصطلاح میں مستشرقین کا نام دیا گیا ہے، کی سیرت نگاری میں دلچسپی کی جو بھی وجوہات ہوں اس ضمن میں انہوں نے اسلامی ادب کے مطالعے میں دنیا کی خاک چھانی اور دور دراز گوشوں سے جس طرح اسلامی ادبی ورثے کو منظر عام پر لائے وہ اہل اسلام پر ہمیشہ قرض رہے گا۔ مستشرقین کی ان علمی خدمات کا ذکر نہ کرنا یقیناً علمی خیانت میں شامل ہو گا۔

الاستاذ نذیر حمدان لکھتے ہیں ؛ مستشرقین نے دنیا کے کونے کونے سے اسلامی ادب سے متعلق مخطوطات کو تلاش کیا ،یورپی زبانوں میں ان کے تراجم کئے تحشیہ سازی، ایڈیٹنگ ، فہارس سازی، مرتب سازی اور عربی زبان کا سیکھنا وغیرہ سے ایسا اسلامی ادبی سرمایہ سامنے آیا جس کی افادیت کا انکار نا ممکن ہے۔ مستشرقین نے نا صرف انہیں مرتب کیا بلکہ ان کی نشر و اشاعت کی بھی بھرپور کوشش کی۔[1]

[1] محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، (لاہور: ضیاء القرآن پبلشرز)،8:104.
Mohammad karam shãh alazharì,Ziã –ulnabì(Lãhore: Ziã – ul Qurãn publishers)8:104

اسلامی ممالک کی لائبریریوں میں اول تو ان کتب کا ملنا ہی ممکن نہیں اور اگر ملیں بھی تو مستشرقین کی طرف سے کیئے گئے اضافوں اور فہارس کے بغیر ہونگے جو کہ تحقیق میں معاون ہوتے ہیں۔[2]

قدیم مستشرقین کی سیرت نگاری

دور قدیم میں مستشرقین کی تحاریر کا کوئی منہج و اسلوب متعین نہیں تھا اور نا ہی اس دور میں تحقیقی اسلوب مروج تھا۔ بلکہ جیسے جیسے اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور صلیبی جنگوں میں مسلسل شکست کھانے کے بعد یہود و نصاریٰ کو یقین ہو گیا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ جنگ میدان جنگ میں نہیں بلکہ میدان ادب میں ہو گی۔

اس قلمی جنگ کو اہل کتاب نے آٹھویں صدی عیسوی میں شروع کیا۔ ان کے منائندے یوحنا دمشقی (۶۷۶۔۷۴۹ء) نے خلیفہ ہشام کے زمانے میں بیت المال کی ملازمت کو چھوڑ کر گرجے میں بیٹھ کر فلسطین میں مسلامانوں کے خلاف تحاریر کا سلسلہ شروع کیا۔ دسویں صدی میں فرانس کے ایک راہب جریر دی الیاک(۹۴۰۔۱۰۰۳ء) نے اشبیلیہ اور قرطبہ یونیورسٹی میں عربی زبان و ثقافت میں کمال حاصل کیا اور پاپائے روم کے منصب پر فائز ہوا اور اسلام سے متعلق تحاریر شروع کیں۔ بارہویں صدی عیسوی ۱۱۴۳ء میں پطرس دیر کلونی کے حکم پر قرآن کا پہلی بار لاطینی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ رابرٹ آف کیٹن اس کا سربراہ مقرر ہوا۔[3] تیرہویں صدی میں قشتالہ کے بادشاہ الفونس دہم نے ۱۲۲۹ء میں مریسیلیا میں اعلیٰ تحقیقات کا ادارہ قائم کیا جس میں قرآن پاک اور انجیل کا ہسپانوی زبان میں ترجمہ کروایا گیا۔ اور یہ سلسلہ سترہویں صدی تک جاری رہا۔[4]

سترہویں صدی تک مستشرقین کی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق جو تصانیف سامنے آئیں ان میں شامل روایات کا ماخذ کوئی مستند اور تاریخی ذرائع سے نہیں تھا بلکہ غیر علمی اور غیر سنجیدہ لب ولہجہ اس کی پہچان

---

[2] الاستاذ نذیر حمدان، الرسول فی کتابات المستشرقین، (سعودی عرب: مکتبہ الحرم المکی)، 85.

Ustãz Nazìr hamdãn, Alrasùl fì kitãbãt almùstashreqìn(Suad Arab: mktaba haram almakki) p-85

[3] دکتور محمد دیاب، الاضواء علی الاستشراق والمستشرقین، (قاہرہ: دار المنار ۱۹۸۹ء)15

Daktùr Muhammad dayãb, Aladwa al alistshrãq walmustashreqìn(Qãhirã: Darulmanãr 1989)p-15

[4] محمود حمدی زقزوق، الاستشراق والخلفیۃ الفکریہ للصراع الحضاری، (قاہرہ: مکتبہ دار المنار، ۱۹۸۹ء)، 32.

Mehmùd Hamdì Zaqzùq, Alistashrãq walkhalfia lisrã alhazãrì(Qãhira: darulmanãr 1989)p-32

بنا۔ان میں غیر مصدقہ خبروں کی تشہیر، اوہام و خرافات کا بیان، تعصب انگیز تحاریر اور سخت اور ترش زبان کا استعمال کیا گیا ان میں ہنری دی کاستری کی کتب، راجر ونڈوور کی "Flowers of History"، ڈوزی کی "Spanish Islam"، میتھیو پیرس کی "English History"، پیٹر ہیلن کی "A Little description of the great world" نمایاں ہیں۔اٹھارویں صدی سے قبل مستشرقین کی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق تصانیف سے جو اثرات پیدا ہوئے وہ یہ تھے:

٭اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق غیر مناسب اور غیر مہذبانہ روایات وضع کی گئیں۔

٭اسرائیلی روایات کو وقائع واسفار کے قالب میں ڈھال کر پیش کیا گیا۔

٭سیرت نگاری میں اختراع وکذب بیانی سے تنفر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

نبی اسلام ﷺ سے متعلق ان مستشرقین کی معلومات قیاسی اور ناقص تھیں جس میں دیومالائی قصوں اور افسانوی مواد سے مدد لی گئی۔ جن میں رسول اللہ ﷺ کو نبی کاذب، مخالف مسیح، مذہب نو کا موجد، بہروپیا وغیرہ جیسے القاب سے نوازا گیا۔[5]

فن سیرت نگاری اور جدید مستشرقین۔۔ایک جائزہ:

یہودیت اور عیسائیت کے مذہبی لٹریچر میں تحریف و تغییر کی وجہ سے جہاں مغرب میں لادینیت اور انکار مذہب کو فروغ ملا وہیں 1099ء سے 1291ء تک جاری رہنے والی صلیبی جنگیں اور ان میں عیسائیوں کو بدترین شکست سے بھی اسلام دشمنی میں بے پناہ اضافہ ہوا۔انہوں نے تیغ و سنان چھوڑ کر قلم و قرطاس کو اپنا ہتھیار بنا لیا۔انہوں نے اپنے مذہبی تعصب۔منافرت اور صلیبی جنگوں میں شکست کا بدلہ لینے کے لیے مستشرقین کا روپ دھارا۔ یہ مستشرق وہی صلیبی تھے لیکن اب انکا ہتھیار تلوار نہیں قلم تھا۔یہ اسلامی علوم وفنون کے طالب اور علم دوست بن کر اسلامی ادب کے ہر میدان ترجمہ قرآن۔ حدیث۔ فقہ اور سیرت نگاری میں اترے اور ترجمہ و تحشیہ سازی سے اسلام کے مستند حقائق میں تشکیک وابہام پیدا کیا سید مودودی اس ضمن میں لکھتے ہیں؛

---

[5] دکتور محمد دیاب، الاضواء علی الاستشراق والمستشرقین، 14.
Daktùr Muhammad dayãb, Aladwã al alistshrãq walmùstashreqìn

مستشرقین کی ان تصانیف کا مقصد حروب صلیبیہ کی پیدا کردہ ذہنیت کے سبب عیسائیوں کے جہان افکار کو اسلام کی یلغار سے محفوظ رکھنا اور دوسری طرف سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے متعلق شکوک و شبہات اور مغالطوں میں ڈالنا تھا۔[6] اس قلمی و نظریاتی جنگ سے متعلق قرآن پاک پہلے ہی باخبر کر چکا ہے:

﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾[7]

"ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے۔ اور جو کینے ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے انہیں اپنی آیتیں کھول کر سنادی ہیں۔

جدید مستشرقین کی کتب سیرت کا منہج و اسلوب

اسلام، تاریخ اسلام، قران، حدیث، فقہ اور پیغمبر اسلام کی سیرت نگاری سمیت تمام موضوعات پر مستشرقین کی تصانیف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ انیسویں صدی میں بے شمار مستشرقین نے مخصوص طرز اسلوب سے سیرت نگاری پر قلم اٹھایا جن میں مائیکل ہارٹ Michael Hart (1947ء–2011ء)، باس ورتھ سمتھ Bosworth Smith (1839ء – 1908ء)، ایچ جی ویلز H.G wells (1866ء–1946ء)، ولہاوزن Wellhousen (1844ء–1918ء)، نولدیکے Noldeke (1850ء–1921ء)، گولڈ زیہر Goldziher (1850ء–1921ء)، مارگولیتھ Margoliouth (1858ء–1940ء)، منٹگمری واٹ M.Watt (1909ء–2006ء)، ولیم میور William Muir، کیرن آرم سٹرانگ Karen Armstrong (1940ء)، مائیکل کک Michael Cook (1945ء) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس صدی میں سیرت نگاری کے حوالے سے مستشرقین کا طرز اسلوب بظاہر تحقیقی لیکن درپردہ تنقیدی تھا اگرچہ ان مستشرقین نے غیر جانبداری، معروضیت پسندی، منطقیت اور جدید سائنٹفک تحقیق کے دعووں پر اپنی تصانیف کی بنیاد رکھی۔ ان کی تصانیف میں ماضی کی نسبت انداز بیان شیریں اور قدرے مہذب رہا۔ 19 ویں صدی

---

[6] سید ابو الاعلیٰ مودودی، سیرت سرور دو عالم، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1978ء)، 1:634.
Syed Abù ulalã Módùdì,Seerat Sarwar do aãlam(Lãhore: Idarã Tarjumãn al Qurãn 1978) 1:234

[7] ۔ القرآن: 3:118

Al Qur'ān:118,3

سے قبل قدیم طرز تحریر جس میں محض سب و شتم اور فرضی قصوں پر مشتمل مواد سے مدد لیکر پیغمبر اسلام کے حالات زندگی لکھے جاتے تھے کو مستشرقین نے خود ہی یکسر مسترد کر دیا تھا اور اب جدید تحقیق کے نام پر پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت مبارکہ پر نظریاتی حملے کیے گئے۔ روایات سیرت کی استنادی حیثیت کو مشکوک ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ نبی اسلام ﷺ کے نام تک کو بگاڑ کر پیش کیا گیا "Mahound, Baphomet, Maphomet,Bafum" وغیرہ اور اسی طرح سیرت و سوانح سے متعلق مہمل کہانیاں، بے سر و پا باتیں گھڑ لی گئیں۔[8]

بیسویں صدی کے نو مسلم محمد اسد (1900-1992) اور مشہور مفکر مستشرقین کی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق تصانیف کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں؛

مستشرقین اسلامی ادب سے متعلق اپنی تحقیق کی بنیاد تاریخی حقائق پر رکھنے کے بجائے اپنے پہلے سے متعین مقاصد کے حصول پر رکھتے ہیں جو سراسر تعصب پر مبنی ہوتے ہیں۔ جنھیں وہ تحقیق کے در پردہ پیش کرتے ہیں اور اپنے مطلوبہ نتائج سے متعلق شواہد گھڑتے اور سیاق و سباق سے ہٹ کر اسلامی روایات کی من چاہی تاویلات کے ذریعے تاریخی حقائق کو مسخ کرتے ہیں۔[9]

سیرت نگاری میں مستشرقین کا غیر معمولی رجحان

اس معاملے میں علامہ شبلی کہتے ہیں؛ سیرت کا تعلق چونکہ "عالم غیب" سے ہے کیونکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان بذریعہ وحی ربانی رابطہ ہوتا ہے۔ وحی نبوت کا جوہر اور خصائص نبوت سے ہے وحی کی پیچیدگی اور اس کی حقیقت کو مغربی تحقیقی پیمانوں سے نہیں ناپا جاسکتا۔ دین، غیب اور روح سیرت طیبہ کے خمیر ہیں ان کے بارے میں حواس انسانی ایک حد تک ہی اپنی رائے دے سکتے ہیں ورنہ ان کے اکثر گوشے عقل، منطق کے تجزیے اور حواس انسانی Human Senses کی گرفت سے بالاتر ہیں لہٰذا جب مستشرقین نے سیرت نگاری کے ضمن میں معروضی نقطہ نظر سے کام لیکر جب سیرت نگاری پر قلم اٹھایا تو حقیقت تک نہ پہنچ سکے کیونکہ ایک مستشرق جب اپنے مخصوص مغربی مزاج اور خارجی تصور سے سیرت کے مزاج اور فطرت میں شکست و ریخت کے عمل کو اپناتا ہے

---

[8] سید قاسم محمود، انسائیکلوپیڈیا سیرت النبی ﷺ: سیرت نگاری اور سیرت نگار، (لاہور: الفیصل ناشران)، 1629 :2.
Syed Qãsim mehmùd, Encyclopedia Seerat ul Nabì(Lãhore: Alfaysal Nashirãn)2:1629

[9]. Mohammad Asad,Islãm at Cross Road,(Gibraltãr:Dar-Al andalùs ,1982)49-50.

تو ثابت شدہ حقیقتوں کا انکار کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ اپنے وضع کردہ مغربی اصولوں کی مدد اور عقلی ضابطوں کی استعانت سے سیرت کے جسم سے روح اور معنویت کو جدا کر دیتا ہے۔ یورپ کے موءرخین سیرت نگاری میں آنحضور ﷺ کی جو اخلاقی تصویر کھینچتے ہیں وہ ہر قسم کے معائب کا مرقع ہوتی ہے۔ یہ سیرت نگاری کے ذریعے زہر آلود معلومات لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو آہستہ آہستہ اثر کرتی جاتی ہیں[10] ور مسلمانوں کے درمیان مذہب سے متعلق تشکیک اور ابہام پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

قدیم اور جدید مستشرقین اور ان کا اسلوب سیرت ---تقابلی جائزہ

مستشرقین کا نسلی تفاخر میں مبتلا ہو کر اپنی شکست کو تسلیم کرنا انتہائی مشکل تھا۔ صلیبی جنگوں بالخصوص معرکہ یرموک (۶۳۵ء) میں حضرت خالد بن ولید کی شاہ روم ہرقل کو شکست، شام پر قبضہ اور مسلمانوں کا افریقہ، سپین، فرانس اور بحیرہ روم پر عیسائیوں کی ایک ہزار سالہ اجارہ داری کے اختتام تک کی تمام وجوہات مستشرقین کی اس ادبی تحریک کو مزید فعال اور متحرک کرنے کا سبب بنیں[11]

دور جدید میں مستشرقین کا اسلوب تحریر قدیم مستشرقین سے یکسر مختلف ہو گیا۔ سب و شتم، دشنام طرازی، فرضی قصوں اور لغو روایات کی جگہ مہذب طرز تحریر، رسول خدا ﷺ کی تعریفات اور اسلام سے متعلق مغرب کا رویہ قدرے نرم دکھائی دینے لگا۔ گویا وہ اپنی تحاریر میں آپ ﷺ کے بہترین انسان، موثر ترین شخصیت اور قائد کا اقرار کرتے دکھائی دینے لگے۔

فلپ کے ہٹی(1886-1978ء)نے" A History of Arab "میں لکھا کہ دنیا میں جس قدر عزت و تکریم نبی اسلام ﷺ کی ہوئی وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔[12]

برٹرینڈ رسل نے لکھا کہ ؛حضرت محمد ﷺ ایک فقید المثال اور عظیم الشان مذہبی رہنما تھے وہ ایک ایسے دین کے بانی تھے جو برد باری، مساوات اور انصاف کی بنیادوں پر کھڑا ہے۔[13]

---

[10]شبلی نعمانی، سیرت النبی، (لاہور: البرہان پبلشرز، 2006ء)، 1:23

Shiblì Noumãnì, Sìratul Nabì,(Lãhore: Albùrhãn publishers 2006)1:23

[11] ڈاکٹر عبد القادر جیلانی، اسلام، پیغمبر اسلام اور مستشرقین کا انداز فکر، (لاہور: بیت الحکمت)، 354.

Dr.Abdul qãdir jìlani,Islam, Peghamber islãm or mustashrìqên maghrib ka andãz e fikr,(Lãhore: Bait ulhikmet) 354

[12]. Philip K. Hitti, History of Arab,(Macmillan Publisher,10th edition,1970),3.

اے۔جی لیونارڈ (1865-1908ء) نے" Islam, Her moral and spiritual Value "میں لکھا کہ محمد ایک ایسی شخصیت تھے جن کے سامنے ایک عظیم مقصد اور بلند نصب العین تھا وہ اپنے مقصد کی تکمیل اور نصب العین کے حصول میں حائل ہر رکاوٹ کا مقابلہ کرنے کی قوت رکھتے تھے جو خدا کی دین تھی۔ وہ ساری دنیا کو اپنی تاثیر سے جو خدا نے ان کو دی تھی، ہلا سکتے تھے۔[14]

دور جدید میں چونکہ سیرت نگاری میں تحقیق اور ذرائع ماخذ کا رواج پڑ چکا تھا لہٰذا قدیم مستشرقین کے سیرت سے متعلق فرضی قصوں کو خود بھی مغربی محققین نے تنقیدی نگاہ سے دیکھا اور مسترد کر دیا؛ فلپ۔کے ہٹی نے" Islam and The West کے صفحہ ۵۴ پر اور پریدو نے True Nature of Imposture Fully displayed " in The Life of Mohamet" کے صفحہ نمبر ۳۸ پر ان خرافات کو رد کر دیا۔[15] یونہی مشہور مستشرق منٹگمری واٹ نے لکھا؛ کی تاریخ میں محمد کو جتنا بدنام کرنے کی کوششیں کی گئیں کسی اور کے لیے نہیں ہوئیں۔ انہیں عیسائیت کا سب سے بڑا دشمن سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ عیسائیت کو اسلام کے علاوہ کسی اور منظم طاقت سے خطرہ نہیں تھا۔[16]

اسی طرح مائیکل ایچ ہارٹ نے کہا؛ محمد نے دینی اور دنیاوی طور پر انسانیت ہر جو اثرات ڈالے ہیں اس بنا پر انہیں دنیا کی موثر ترین شخصیت کہا جاسکتا ہے۔[17]

19ویں صدی میں مستشرقین نے سیرت نگاری کے ذریعے جہاں پیغمبر اسلام ﷺ کی قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف کیا وہیں پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت طیبہ کا تنقیدی جائزہ لیکر دین اسلام کے بنیادی مصادر سے متعلق تشکیک و ابہام میں مبتلا کرنے کی کوشش کی انہوں نے سوانح نگاری" Hagiography "کی طرز پر کتب سیرت تصنیف کیں۔ چند مشہور مستشرقین کی سیرت نگاری کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے:

---

13. Russell Bertrand, The Basic Writings of Bertrand Russell,(London: George Allen & Unwin Ltd,1st Edition, 1927), P.584.

14. A.G,Leonard, Islãm, her Moral and Spritual Value,(London: LUZAC&Co,1909),35.

15 ڈاکٹر عبد القادر جیلانی، اسلام، پیغمبر اسلام اور مستشرقین کا انداز فکر 153

Dr.Abdul qãdir jìlani,Islãm, Peghamber islãm or musrashreqìn maghrib ka andãz e fikr,(Lãhore: Bait ulhikmet) 153

16. Montgomery Watt, Muhammad Prophet and Statesman ,(Oxford University Press, 1961),231.

17. Michael Hãrt,The Hundered,(New York: Card Publishing Group,1978),40.

ولیم میور نے اپنی مشہور کتاب سیرت "Life of Mahomet" میں پیغمبر اسلام ﷺ کے حالات بیان کرتے ہوئے سیرت کا تنقیدی جائزہ لیا اگرچہ اس کے مقدمہ میں وہ غیر جانبدار رہنے اور معروضی طرز تحقیق اختیار کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن اس کی تحریر میں متعصب اور جانبدار طرز تحریر دیکھنے کو ملتا ہے وہ:

1۔ معروضی اور منطقی تحقیق کی آڑ میں واقعات سیرت کو حسیت کے پیمانے میں تولتا ہے۔

2۔ واقعات سیرت کو مغربی طریقہ تحقیق اور تجرباتی اسلوب سے پرکھتا اور آپ ﷺ کی ذات میں اخلاقی عوارض پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور موضوع روایات پر تحقیق کی بنیاد رکھتا ہے۔

3۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت اور رسالت کے خطہ عرب تک محدود کرتا ہے۔

4۔ واقعات سیرت میں تغیر و تبدل اور تحریف کرتا ہے۔[18]

منٹگمری واٹ اپنی مشہور کتب سیرت "Muhammad at Mecca" اور "Muhammad at medina" میں اپنے غیر جانبدار رہنے کے دعوے کے باوجود ان خیالات کا اظہار کرتا ہے۔

1۔ واقعات سیرت میں علت و معلول تلاش کرتے ہوئے قیاس آرائی سے کام لیکر تاریخی حقائق کو بگاڑتا ہے۔

2۔ غیر معروضی تحقیق کی آڑ میں وحی اور معجزات نبوت کو منطقی اور تجرباتی پیمانوں سے ناپتے ہوئے ان کا یکسر انکار کر دیتا ہے۔ مثلاً وحی کو صرع "Epilepsy" قرار دیتا ہے۔[19]

3۔ سیرت کی مستند روایات میں ظن و گمان سے تشکیک پیدا کرتا ہے۔

4۔ واٹ کی تحریروں میں جابجا مذہبی تعصب اور مغربی منافرت کا غلبہ نظر آتا ہے۔

1940 میں پیدا ہونے والے مشہور امریکی مفکر و مورخ اور مستشرق مائیکل کک کی سیرت پر "Biography" طرز پر لکھی گئی اپنی مشہور کتاب (Muhammad (past masters میں لکھتا ہے:

1۔ سیرت کی روایات اور انکے ماخذ پر شکوک و شبہات کا اظہار کرتا ہے۔

---

18. Muhammad Mehar Alì, Sìrat ul Nabì and The Orientalists,(Saudi Arab: King Fehd Complex Madinã 1997), 500.

19. Ammãd ul din Khalìl, Sìrat ul Nabì or Mustashrìqìn, Translater: Ubaid Ullãh kottì, Roznãmã Mãrif, (India, Dar al Musanefìn, July 1987),168

2۔ نزول وحی، وَاقعہ معراج اور آپ ﷺ کی عالمگیر رسالت و نبوت سے متعلق حقائق کو بگاڑ دیتا اور بے یقینی کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

3۔ واقعات سیرت کی من چاہی تاویلات پیش کر تا ہے۔

4۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو ایک ایسے لیڈر کی حیثیت سے پیش کر تا ہے جن کو مادی مفادات مقصود تھے۔[20]

1945ء میں پیدا ہونے والی مشہور امریکی مستشرقہ کیرن آرم سٹرانگ اپنی عالمگیر مقبولیت حاصل کرنے والی کتب سیرت "A Biography of the Prophet Muhammad" اور "Muhammad Prophet for Our Time" کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتی ہے کہ اس نے 9/11 ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دہشت گردی کے واقعے اور سلمان رشدی کی توہین آمیز کتاب کی اشاعت پر اسلام اور مغرب کے درمیان بڑھتی ہوئی منافرت اور مذہبی تعصب کو کم کرنے کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کے حقائق پر مبنی حالات زندگی کو منظر عام پر لانے کی غرض سے ان کتب کو تصنیف کیا۔ کیرن نے جہاں بین المذاہب رواداری اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی بات کی وہیں اس نے

* سیرت نگاری میں تنقیدی رحجان کو فروغ دیا۔
* واقعہ معراج اور دیگر معجزات کو مغربی شخصیات کے روحانی وجدان کے مماثل قرار دیا۔[21]
* اپنی کتب کی تصنیف میں مغربی تصانیف سے استفادہ کیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی قائدانہ خصوصیات کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اس نے منصب نبوت کو منطقی پیمانے میں ناپنے کی بھی کوشش کی۔

19ویں صدی میں مسلمانوں کے درمیان لادینیت اور انکار مذہب کا رحجان پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور سیرت نگاری میں مستشرقین نے مجموعی طور پر جو اسلوب اختیار کیا اس کے چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں:

* پیغمبر اسلام ﷺ کی کامیاب قیادت کا اعتراف کیا گیا اور نبوی حیثیت کا شد و مد سے انکار کرتے ہوئے حقیقت وحی کو نفسیاتی بیماری قرار دیا گیا۔[22]

[20]. Ammãd ul dìn Khalìl, Islãm Or Mustashreqìn,2,:150-156.
[21]. Michael Cook,Mohammad “Past masters”),81.
[22]. Karen Armstrong, A Bopgrãphy of Prophet Mohammed” 140.

* اسلام کے بنیادی مصادر و معلومات سے انحراف کرتے ہوئے ثانوی مصادر پر انحصار کیا گیا اور شاذو ضعیف روایات کے بہانے سیرت کی مستند حیثیت کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی۔

* پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات کو یہودیت اور عیسائیت سے ماخوذ قرار دیا گیا۔

* جدید ذہن کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ دین اسلام میں اکیسویں صدی کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں لہٰذا اسلام کی تعلیمات میں ترمیم کی ضرورت ہے۔

* معروضی طرز تحقیق اور منطقی طرز استدلال پر حقائق کو پرکھنے کا رجحان پیدا کیا گیا۔

* علمی خدمات کے درپردہ اسلامی کتب کے تراجم و حاشیہ نگاری کے ذریعے اصل موضوعات میں تغیر و تبدل کیا گیا۔

* علمی و تحقیقی رنگ میں ڈوبے اعتراضات کے ذریعے مسلمانوں کے درمیان روایات سیرت سے متعلق شکوک پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

مغرب میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق مذہبی تعصب پہلے ہی جڑ پکڑ چکا تھا اس پر مستزاد یہ کہ مستشرقین نے نرم لب و لہجہ استعمال کرتے ہوئے سیرت نگاری کی آڑ میں مسلمانوں کے درمیان بھی معروضیت اور جدید تحقیق کے ذریعے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے نہ صرف اہل اسلام بلکہ جدید ذہن بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا قدیم دور ہو یا جدید دور مستشرقین کی تصانیف کا اسلوب ضرور بدلا ماضی کے درشت اور غیر مہذب لہجے کی جگہ سنجیدگی اور مدح نے لے لی مگر مقاصد وہی رہے۔ مستشرقین کے روپ میں یہ مغربی پروپیگنڈہ اسلامی نظریات و عقائد کی عالمگیر حیثیت کی لیے بہت بڑا چیلنج ہے جس سے نپٹنے کے لیے مسلمانوں کو پختہ عقائد، ٹھوس عالمانہ دلائل کے ساتھ ساتھ جدید تحقیقی مناہج کے ساتھ سیرت نگاری کے میدان میں اترنا ہو گا کیونکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت تا قیامت تمام انسانیت کے لیے مینارہ نور ہے لہٰذا اہل علم حضرات پر دفاع سیرت لازم ہے۔

نتائج وسفارشات:

مستشرقین کی ان سازشوں کا سدباب کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت پر ان کی تصانیف کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لیا جائے۔ ان کی تصانیف کے ذریعے پھیلائے گئے شکوک و شبہات کو ختم کرنے کے

لیے مستند اور تحقیقی کتب سیرت تصنیف کی جائیں اور مغربی زبانوں میں ان کے تراجم بھی کروائیں جائیں تا کہ نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ مغربی معاشرے میں بھی سیرت سے متعلق آگاہی ہو سکے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت اور آپ کی روشن تعلیمات قیامت تک ضرورت ہے لہٰذا مسلمانوں پر دفاع سیرت کے لیے جدید تحقیقی اسالیب پر مبنی کوششیں از حد ضروری ہیں۔ نیز اس ضمن میں تعلیمی ادارے کانفرنسیں اور سیمینار منعقد کروائیں اور سیرت کے علاوہ دیگر اسلامی ادب حدیث، فقہ، تفسیر سے متعلق مستشرقین کی تصانیف کا جائزہ بھی لینا ضروری ہو گا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License